سیرۃ النبی ﷺ سے متعلق یورپی مستشرقین کی تصانیف کا تعارف۔ایک تحقیقی جائزہ

Introduction of the writings of European Orientalists about the life history of the Holy Prophet PBUH; A research Analysis

رضیہ شبانہ*

فریدہ یوسف**

Abstract

The Holy Prophet PBUH has as much supremacy over all prophets as man has superiority over all creatures. Allah Almighty sent him PBUH as the greatest courteous for all mankind to deliver the lesson of peace, love and good manners. The orientalist peculiarly studied his PBUH life, but due to their bias and enmity, they objected on his PBUH teachings and wrote books. Till to date the style of orientalist is on old pattern through which they objected on the Holy Prophet's life and wrote books which are full of bias and narrated the seerah and sacred sunnah in negative way. But it is a clear fact that the Holy Prophet's PBUH Seerah and teachings are a complete sample for us, and for generation to come. In this article basically orientalist's books will be evaluated and the type of books orientalist wrote with the change of time will be discussed in detail hence the detail of such writings can be seen at inner pages.

Keywords: introduction, Europeans orientalist books, analyses of these books

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

تعارف

مستشرقین نے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور آپ کی سیرت طیبہ کے بارے میں مختلف انداز سے اس کا جائزہ لیا جس کی بنا پر ان کی تحقیق و تنقید نے نبی کریم ﷺ کی ذات کے مختلف پہلوؤں کو مسلم سیرت نگاروں کی نسبت مختلف انداز میں پیش کیا ہے۔اس لیے بعض مستشرقین اور مسلم اہل قلم ودانش نے خیال ظاہر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے متعلق قدیم مغربی مصنفین کی الزام تراشیاں عہد جہالت اور قرون وسطیٰ کی غلط فہمیوں کے باعث ہیں؛بعد میں مغربی اہل قلم کا رویہ علمی و معروضی ہوتا گیا اور جوں جوں علمی ترقی ہوتی گئی، نبی کریم ﷺ سے متعلق حقیقت پسندانہ تحقیقات سامنے آنے لگیں۔اس خیال میں ایک جزوی صداقت موجود ہے، لیکن حقائق و واقعات بہ حیثیت مجموعی اسی کی تائید و تصدیق نہیں کرتے،بلاشبہ چند جدید مستشرقین نے اپنی کتب میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے مثبت آراء کا ذکر کیا ہے تاہم وہی مصنفین اپنی انھیں کتب میں دیگر مقامات پر معروضی حقائق کے پردے میں اپنے تعصبات کا اظہار کرتے ہیں۔اس لیے یہ رائے مسلم تحقیق کاروں میں بھی پائی جاتی ہے کہ مستشرقین آج بھی مجموعی طور پر نبی کریم ﷺ کے بارے میں اسی روش پر چل رہے ہیں،جو ان کو وراثت میں ملی ہے البتہ اتنی تبدیلی ضرور آئی ہے کہ دور جدید کے مستشرقین معروضی تحقیق کے نام پر سائنسی انداز میں سیرت مصطفیٰ پر شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان میں دو قسم کے لوگ موجود ہیں جو سیرت کا مطالعہ تاریخی حوالوں اور قرائن سے لے کر پیش کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو مذہبی تعصب کی بنا پر نبی کریم ﷺ کی سیرت کو مشکوک بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔اس لیے ہم اس مقالہ میں دونوں قسم کے مستشرقین کی تصانیف کا تعارف اور تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

موضوع تحقیق کا پس منظر

سترہویں صدی کے وسط کا دور یورپ کی ترقی کا دور ہے۔یورپ کی سیاسی،سماجی جدوجہد،اور حریت و آزادی کا دور بھی اسی عہد سے شروع ہوتا ہے۔اسی دور میں مستشرقین اور مطالعہ استشراق کا بھی سورج طلوع ہوتا ہے جن کی کوشش سے نادرالوجود عربی کتابوں کے تراجم شائع ہوئے۔عربی زبان کے مدارس،علمی وسیاسی اغراض سے جابجاملک میں قائم ہوئے اور اس طرح وہ زمانہ قریب آتا گیا کہ یورپ اسلام کے متعلق خود اسلام کی زبان سے کچھ سُن سکا۔اس دور کی خصوصیت اول یہ ہے کہ سنے سنائے عامیانہ خیالات کے بجائے کسی قدر تاریخ اسلام وسیرت پیغمبر ﷺ کی بنیاد عربی زبان کی تصانیف پر قائم کی گئی گو موقع بہ موقع معلوماتِ سابقہ کے مصالح کے استعمال سے بھی احتراز نہیں کیا گیا۔

اس دور سے چونکہ یورپ نے مذہبی اشخاص کے شکنجہ سے نجات پائی اور اس کے مذہبی اور سیاسی امور الگ الگ ہو گئے۔ اس بناء پر اسلام کے متعلق مصنفین کی دو جماعتیں الگ ہو گئیں۔ عوام اور مذہبی اشخاص اور محققین۔ اسلام کے متعلق ان دونوں جماعتوں نے جو کوششیں کیں وہ آج ہمارے سامنے ہیں۔ اس عہد میں عربی زبان کی تاریخ تصنیفات کا ترجمہ ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے آرپی نیوس مار گولیوس ایڈورڈ پوکاک اور ہاٹیجنر ذکر کے قابل ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اتفاقاً یا قصداً ان مستشرقین نے ابتداءً جن عربی تاریخوں کا ترجمہ کیا وہ اکثر ان مسیحی مصنفین کی تصنیفات تھیں۔ جو قرون ماضیہ میں اسلامی ممالک کے باشندے تھے۔ یعنی سعید بن بطریق او ٹیکوس المتوفی ۹۳۹ء جو اسکندریہ کا پیٹر یارک تھا اور ابن العمید المتوفی ۱۲۷۳ء جو سلاطین مصر کا ایک درباری تھا اور ابو الفرج ابن العبری الملطی التوفی ۱۲۸۶ء مصنف تاریخ الدول۔ ابن العمید المکین کی تاریخ طبری اور ذیل طبری کا خلاصہ ہے۔ ادپی نیوس نے جو ہولینڈ کا ایک مستشرق تھا لاطینی ترجمہ کے ساتھ لیڈن سے ایک ٹکڑا شائع کیا جو ابتدائے رسالت سے دولت اتابکیہ تک واقعات پر مشتمل ہے۔ المکین کے نام سے اس کتاب کے حوالے یورپ کی ابتدائی اسلامی تصنیفات میں نہایت کثرت سے آتے ہیں۔ [1]

اٹھارویں صدی عیسوی میں جب یورپ کی قوت سیاسی، اسلامی ممالک میں پھیلنی شروع ہو گئی۔ جس نے اور مستشرقین کی ایک کثیر التعداد جماعت پیدا کر دی۔ جنہوں نے حکومت کے اشارہ سے السنہ مشرقیہ کے مدارس کھولے۔ مشرقی کتب خانوں کی بنیادیں ڈالیں اور ایشیاٹک سوسائٹیاں قائم کیں۔ مشرقی تصنیفات کی طبع واشاعت کے سامان پیدا کیے اور نٹیل تصنیفات کا ترجمہ شروع کیا سب سے پہلے ہالینڈ نے اپنے مقبوضہ جزائر مشرق میں ۱۷۷۸ء میں ایک ایشیاٹک سوسائٹی قائم کی۔ اس کی تقلید میں انگریزوں نے بمقام کلکتہ ۱۷۸۴ء میں جنرل ایشیاٹک سوسائٹی اور ۱۷۸۸ء میں بنگالی ایشیاٹک سوسائٹی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد ۱۷۹۵ء میں فرانس نے مشرقی زندہ زبانوں عربی، فارسی، ترکی کا دار العلوم قائم کیا اور آخر کار ان مدارس اور سوسائٹیوں کی تقلید سے تمام یورپی ممالک میں اس قسم کی درسگاہیں اور انجمنیں جاری ہو گئیں۔ عام یونیورسٹیوں میں عربی زبان کے پروفیسر اور کتب خانوں کا وجود لازمی سمجھا جانے لگا۔

مسلمانوں کے ہاں عربی زبان میں سیرت ومغازی کی جو کتابیں محفوظ تھیں وہ ایک ایک کر کے باستثنائے چند اٹھارہیوں صدی کے اواخر سے لے کر انیسویں صدی کے اختتام تک یورپ میں چھپ گئیں اور ان میں اکثر کا یورپین زبانوں میں ترجمہ ہو گیا۔ سب سے پہلے رسک المتوفی ۱۷۷۴ء تاریخ ابو القدا مع ترجمہ لاطینی وحواشی پانچ جلدوں میں شائع کی ۱۸۰۹ء میں کیپٹن اے متھوس نے کلکتہ سے مشکوٰۃ المصابیح کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا۔ ۱۸۵۶ء میں وان کریمر نے کلکتہ

میں محمد بن عمر واقدی کی کتاب المغازی طبع کرائی۔ ۱۸۶۰ء میں ابن ہشام کی مشہور تصنیف سیرۃ الرسول کو ٹنگن سے اشاعت کی۔اس کے علاوہ اسی مستشرقین نے مسعودی کی تاریخ مدینہ اور ابن قتیبہ کی تاریخ معارف طبعی کرائی۔ ۱۸۶۴ء میں ڈاکٹر ویل نے ابن ہشام کا جرمن میں ترجمہ کیا۔ ۱۸۷۷ء میں پیرس سے مسعودی کی تاریخ مروج الذہب مع ترجمہ فرانسیسی پروفیسر ڈی انبارڈ نے شائع کی۔ والہوسن نے ۱۸۸۲ء میں واقدی کا جرمن ترجمہ بہ عنوان "محمد بہ مدینہ" برلن سے شائع کیا۔ ۱۸۸۳ء میں لیڈن ہاؤٹسمار کے اہتمام سے یعقوبی کی تاریخ دو جلدوں میں چھپی۔ ۱۸۸۹ء سے ۱۸۹۲ء تک چودہ برس کی محنت میں طبری کی مشہور اور نادرالوجود تاریخ بارتھ اور نولدیکی وغیرہ نے شائع کی۔ اور سب سے آخر میں مشہور جرمن مستشرق پروفیسر سخاؤ کی خاص کوشش اور دیگر سات مستشرقین کی اعانت سے ابن سعد کی عظیم الشان اور نادرالوجود جس سے زیادہ مبسوط سیرت نبوی ﷺ میں کوئی تصنیف نہیں تقریباً ۱۹۰۰ء سے گذشتہ سال تک ایک ایک جلد کر کے لیڈن سے شائع ہوتی رہی۔ ان اصل تاریخی تصنیفات اور ان کے تراجم کی اشاعت ممالک اسلامیہ اور یورپ کے تعلقات مذہبی منافرت کی کمی اور آزاد دانہ تحقیقات کی خواہش، ان تمام چیزوں نے یورپ میں مصنفینِ تاریخ اسلام اور سوانح نگار ان پیغمبر ﷺ کا ایک کثیر التعداد گروہ پیدا کر دیا۔

اوکسفورڈ کا ایک عالم اس غیر مختتم سلسلہ کا ان الفاظ میں اعتراف کرتا ہے:

"محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا ایک وسیع سلسلہ، جس کا ختم ہونا غیر ممکن ہے۔ لیکن اس میں جگہ پانا قابل فخر چیز ہے"۔[2]

مستشرقین کی تحقیقات کا محور

مستشرقین نے اپنی مہم کو چلانے اور اپنی تحقیقات کی اشاعت کے لیے ہر ممکن وسیلہ کو اختیار کیا، جن میں سے چند کی طرف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ اسلام سے متعلق مختلف موضوعات پر کتابوں کی تالیف، جن میں اسلامی نقطۂ نظر، قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو موضوع بنایا جاتا ہے، جن میں سے اکثر نصوص و متون کی تحریفات پر مشتمل ہوتی ہیں۔

۲۔ رسائل و مجلات کی اشاعت، جس میں اسلام اور بلاد عربیہ کے مسائل پر بحث ہوتی ہے۔

۳۔ عالم اسلام میں مشنریوں کا قیام، جو بظاہر انسانی خدمت کے نام پر کام انجام دیتی ہیں، ان خدمات کے تحت اسپتال، ڈسپنسریوں، یونین، کالج، یتیم خانوں اور مہمان خانوں کا بہت سے مقامات پر پورا انتظام موجود ہے، اس کے علاوہ مسیحی نوجوانوں کی بہت سی انجمنیں عالم اسلام میں قائم ہو چکی ہیں۔

۴۔ یونیورسٹیوں اور علمی سیمیناروں میں محاضرات و مقالات کے اجتماعات کا انتظام ہے، اور اسلامی ملکوں کی یونیورسٹیوں اور سیمیناروں میں انہیں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے، چنانچہ قاہرہ، دمشق، رباط، کراچی اور علی گڑھ کے علمی مراکز میں انہیں اظہار خیال کا پوری آزادی سے موقع ملتا ہے، جس کے ذریعہ وہ اپنے افکار و خیالات دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں۔

۵۔ انہوں نے اپنے قلم کے زور سے اسلامی ملکوں کی صحافت اور جرائد و اخبارات کی بڑی تعداد کو خرید لیا ہے، ڈاکٹر عمر فرخ اور ڈاکٹر مصطفیٰ خالدی کی مشترکہ کتاب "التبشیر والاستعمار" جسے اشتراق کے سلسلہ میں بڑے مرجع کا درجہ حاصل ہے، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو: "مسیحی کارکنوں نے مصر کی صحافت سے خاص طور پر بہت زیادہ فائدہ اٹھایا، اس کے ذریعہ انہیں عیسائی نظریات کی اشاعت میں جس قدر مدد ملی، وہ شاید ہی کسی دوسرے ملک میں مل سکی ہو، ان کے بے شمار مضامین مصر سے نکلنے والے رسائل میں شائع ہوتے ہیں، جن میں سے اکثر اجرت کے ساتھ اور بہت کم اعزازی طور پر چھپتے ہیں"۔ [3]

۶۔ اپنے ذہنی خاکوں کو عملی شکل دینے کے لئے کانفرنسز کا انعقاد ہوتا ہے، جن میں بظاہر صرف عام عناوین سے بحث کی جاتی ہے، یہ کانفرنسز ۱۷۸۳ء سے لے کر اب تک مسلسل منعقد ہوتی رہی ہیں۔

سیرت نگاری اور یورپین مصنفین

ہم ذیل میں مشہور یورپی مستشرقین اور ان کی تصانیف کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ مستشرقین کے سوچنے اور سمجھنے کا انداز کیا رہا ہے اور اسلام اور نبی کریم ﷺ سے متعلق ان کا نقطہ ہائے نظر کیا ہے۔

1۔ اے۔ جے۔ آربرے: A.J. Arberry

اے جے آربرے مشہور انگریز مستشرق ہے۔ اسلامک انسائیکلوپیڈیا کے مرتبین میں ہے، آج کل کیمبرج یونیورسٹی کا پروفیسر ہے، وہ ہمارے معاصر مصری فاضلوں کا استاد رہ چکا ہے، اس کی مشہور ترین کتابیں حسب ذیل ہیں:

ا۔ الاسلام والیوم سن اشاعت ۱۹۴۳ء ۲۔ مقدمۃ لتاریخ التصوف سن اشاعت ۱۹۴۷ء

۳۔ التصوف سن اشاعت ۱۹۵۰ء ۴۔ ترجمۃ القرآن سن اشاعت ۱۹۵۰ء

یہ اپنی تصانیف میں اسلام پر جو تنقید کرتا ہے اس سے اس کی علمیت کم اور تعصب زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔

2۔ الفرڈ جیوم: Alfred.Geom

الفرڈ جیوم اے جے آربر کا ہم عصر ہے، اس کی تحریر میں مشنری روح کا غلبہ ہے، اس کی تصنیفات میں معرکۃ

الآراء کتاب "الاسلام" ہے، یہی وجہ ہے کہ مصری حکومت نے بہت سے اپنے نوجوانوں کو مشرقی زبانوں کی تحقیقات کے لیے اس کے پاس بھیجا ہے۔ الفرڈ کی اس کتاب میں اسلام اور سیرت طیبہ کا ایک ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔

3۔ایچ۔اے۔آر۔گب H.A.R.Gibb

گب مشہور مستشرق ہے، مصر کی لینگوتج اکیڈمی کا ممبر رہا ہے، آج کل امریکہ میں اسلامیات کا پروفیسر ہے، دائرۃ المعارف کے مرتبین میں شامل ہے، اس کی اہم تصنیفات یہ ہیں:

۱۔طریق الاسلام جو ۱۹۴۶ء میں پہلی بار شائع ہوئی، کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اس کا عربی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

۲۔الاتجاھات الحدیثۃ فی الاسلام جس کا سن اشاعت ۱۹۴۷ء ہے۔

۳۔المذھب المحمدی یہ کتاب بھی ۱۹۴۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی، اور اب تک مختلف ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

۴۔الاسلام والمجتمع الغربی اس کی کئی جلدیں ہیں، اس کی تالیف میں دوسرے لوگ بھی شریک ہیں۔

۵۔مجموعۂ مضامین

4۔گولڈزیہر Goldzieher

دائرۃ المعارف کی ترتیب میں اس کو بھی شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا کام قرآن مجید اور حدیث پر ہے۔ اس کی کتابوں میں "تاریخ مذاہب التفسیر الاسلامی" کو خاص شہرت حاصل ہوئی، جس کا ترجمہ عربی میں بھی ہوا ہے۔ اس کتاب میں یہ قرآن کریم اور حدیث رسول پر اعتراضات کرتا ہے جس سے اس کی علمی بد دیانتی اور اسلام دشمنی کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔

5۔جان مائی نارڈ Mynard

مشہور امریکی مستشرق ہے، "رسالہ دراسات الشرقیہ" کے ایڈیٹوریل اسٹاف میں رہ چکا ہے، اس رسالہ کے مضامین اور اس کی تحریریں تحقیق سے زیادہ تعصب پر مبنی ہیں اس لیے یہ بھی متعصب محقق شمار ہوتا ہے۔

6۔ایس۔ایم۔زویمر S.M.Zwemer

اس کا شمار مشنری مستشرقین میں ہوتا ہے۔ رسالہ "العالم الاسلامی" کا بانی کہا جاتا ہے اور کتاب "الاسلام تحدا لعقیدۃ" کا مصنف ہے، یہ کتاب ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی، یہ کتاب اس کے ان مضامین کا مجموعہ ہے، جو مشنریوں کی کانفرنس منعقدہ ۱۹۰۷ء کو لکھنؤ میں پڑھے گئے تھے، اس کی علمی اور تبلیغی سرگرمیوں کی یاد میں امریکیوں نے ایک اوقاف قائم کیا

ہے، جس کے تحت لاہوتی مطالعہ اور مبلغین کی جماعت تیار ہوتی ہے۔اس کی تصانیف میں سے بھی مسلمانوں کے ساتھ تعصب کا رویہ صاف نظر آتا ہے۔

7۔عزیز عطیہ سوریال

مصری مسیحی مستشرق ہے، اسکندریہ کی یونیورسٹی میں استاد رہ چکا ہے، اور اب امریکہ کی یونیورسٹی میں تدریس کا کام کر تارہاہے، اسلامی تعلیمات کی ترویج میں اس کا بڑا حصہ ہے، اس کے لیے اس نے بہت سے وسائل اختیار کئے ہیں، صلیبی جنگوں سے متعلق اس کی بہت سی تصنیفات ہیں۔

8۔جی۔فون گروبارم G.Von Grunebanm

یہ یہودی النسل جرمن ہے، بعد میں امریکہ میں سکونت اختیار کر لی، اور تدریس کا شعبہ اختیار کیا، شکاگو یونیورسٹی میں بطور پروفیسر کام کرتے رہے ہیں، اس کی تصنیفات میں اسلامی اقدار پر اعتراضات ملتے ہیں، اس کی مشہور کتابوں میں سے چند کے نام یہ ہیں:

۱۔اسلام العصور الوسطی سن اشاعت ۱۹۴۶ء ۲۔محاولات فی شرح الاسلام المعاصر سن اشاعت ۱۹۴۷ء

۳۔الاعیان المحمدیہ سن اشاعت ۱۹۵۱ء ۴۔دراسات فی تاریخ الثقافۃ الاسلامیۃ سن اشاعت ۱۹۵۴ء

۵۔الوحدۃ والتنوع فی الحضارۃ الاسلامیۃ سن اشاعت ۱۹۵۷ء ۶۔الاسلام مختلف مقالات کا مجموعہ ہے سن اشاعت ۱۹۵۷ء

ان کی کتب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریر میں ملکہ رکھتے تھے اس لیے اسلامی اقدار اور اسلامی ثقافت پر اعتراض کرنا ان کا خاص شغف رہا ہے۔اس لیے ان کا کام اپنی اہمیت سے زیادہ تعصبی نقطہ نظر کو زیادہ واضح کرتا ہے۔

9۔فیلپ حتی:P.H.Hitti

یہ لبنانی مسیحی مستشرق ہے، پرنسٹن یونیورسٹی میں پہلے اسلامک اسٹڈیز کے استاد تھے، پھر اس کے سربراہ بنا دیے گئے، آج کل امریکہ کے وزیر خارجہ کے کونسلر رہے ں، ان کی یہ خواہش اور کوشش رہی ہے کہ انسانی تہذیب کی تشکیل میں اسلام کی کوتاہی کو ثابت کیا جائے، تاکہ مسلمانوں کی طرف کسی مرتبہ وشرف کی نسبت نہ ہونے پائے۔[4]

اس سے بھی ان کا تعصب نظر آتا ہے کہ تحریر و تصنیف کا کام علمی خدمت کی بجائے انسانی تہذیب و ثقافت میں اسلام کے مقام و مرتبہ کو کم کیا جائے تاکہ اس کی نسبت اسلام اور مسلمانوں کی طرف نہ ہونے پائے۔دراصل عیسائی

مشنریز اور مبلغین کا یہ خاصا رہا ہے کہ وہ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرتے رہے ہیں۔ فلپ حتی دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں پر الادب العربی کے مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"عربوں میں ادبی زندگی کی علامتیں پہلے نہ تھیں، ان کا ظہور انیسویں صدی کے آخر میں ہوا ہے، نئی تحریک کے قائدین کی صف اول میں لبنان کے وہ نصاریٰ ہیں، جنہوں نے امریکی مبلغین کی کوششوں سے تعلیم کی منزل طے کر کے نئی روشنی اخذ کی"۔[5]

اس کی ساری کوشش یہ رہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے علم و فضل کو ناقص قرار دیا جائے ان کی رائے میں یہ کوتاہی اور کمی عصر جدید ہی میں نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کے ہر مرحلہ میں رہی ہے، ان کی یہ رائے ان کی اپنی تصنیفات میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ان کی بعض کتابیں یہ ہیں:

۱۔ تاریخ العرب یہ کتاب اصلاً انگریزی زبان میں ہے، عربی میں بعد میں ترجمہ ہوئی کتاب اسلام اور رسول ﷺ پر طعن و استہزاء سے بھری ہوئی ہے۔

۲۔ تاریخ سوریا ۳۔ اصل الدروز و دیا نتھم سن اشاعت ۱۹۵۸ء

10۔ لوی ماسینون L.Massignon

فرانسیسی مستشرق ہے، شمالی افریقہ میں فرانس کی وزات نو آبادیات کا ایڈوائزر تھا، مصر کے مشنریوں کا روح رواں ہے، اس نے دنیائے اسلام کا کئی بار سفر کیا، مصر کی لسانی اکیڈمی اور دمشق کی المجمع العلمی العربی کا ممبر رہا، فلسفہ و تصوف اس کے امتیازی علوم ہیں۔ اس کی مشہور کتابوں میں الحلاج الصوفی الشھید فی الاسلام ہے، یہ کتاب ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی، اس کے علاوہ اس کے مقالات و محاضرات کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں، دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے مقالہ نگاروں میں ہے، اس کی ترتیب میں اس کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

11۔ ڈی۔بی۔ماکڈونالڈ D.B.MacDonald

امریکی مستشرق ہے، یہ بھی دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے مقالہ نگاروں میں ہے، اس کی مشہور کتابوں میں "تطور علم الکلام والنظریۃ الدستوریۃ فی الاسلام" مطبوعہ ۱۹۰۳ء اور "الموقف الدینی والحیاۃ فی الاسلام" مطبوعہ ۱۹۰۸ء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس کتاب میں مصنف نے اسلام کے بنیادی عقائد اور علم الکلام کو حرف تنقید بنایا ہے۔

12۔مجید قدوری

عراق کے عیسائی ہیں، واشنگٹن یونیورسٹی میں اورینٹل اسٹڈیز کے شعبہ کے سربراہ اور مجلس علوم شرقیہ کے سرگرم رکن ہیں۔یہ بھی اسلام کے خاص ناقدوں میں سے ہیں،ان کی شاہکار کتاب "الحرب والسلام فی الاسلام" ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی، اس کے علاوہ مطبوعہ مقالات بھی ہیں۔بطور عیسائی مشنری یہ ان کا خاصا رہا ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات پر تنقید کرتے ہیں اور عیسائیت کی تبلیغ واشاعت میں سرگرم رہے ہیں۔

13۔ڈی۔ایس۔مارگولیس D.S.Margoliouth

انسائیکلوپیڈیا کے مرتبین میں سے ہیں، کئی اکیڈمیوں کے ممبر رہے ہیں۔ان کی مشہور کتابیں درج ذیل ہیں:

ا۔التطورات المبکرۃ فی الاسلام سن اشاعت ۱۹۱۳ء ۲۔محمد و مصطلح القرآن سن اشاعت ۱۹۰۵ء

۳۔الجامعۃ الاسلامیۃ سن اشاعت ۱۹۱۲ء

14۔نیکولسن R.A.Nicholson

مشہور انگریز مستشرق ہے، دائرۃ المعارف کا مقالہ نگار ہے، مصر کی لسانی اکیڈمی کا بھی ممبر رہا ہے، اسلامی فلسفہ و تصوف اس کا خاص موضوع ہے، اس کے باوجود اس کو اسلام کے روحانی نظام ہونے سے اتفاق نہیں ہے، اور اس کو وہ سطحی مذہب قرار دیتا ہے۔

ا۔متصوف والاسلام، مطبوعہ ۱۹۱۰ء ۲۔التاریخ الادب العربی: مطبوعہ ۱۹۳۰ء اس کی مشہور کتابیں ہیں۔

ان کی کتب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کی ابدیت وحقانیت کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو سطحی مذہب قرار دیتے ہیں اور وہ یہ واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ مذہب اخلاقی وروحانی نظام کی درستگی نہیں کرتا جو کہ حقیقت سے روگردانی کے مترادف ہے۔اسلام ہی وہ پسندیدہ اور آفاقی دین ہے جو نہ صرف اخلاقی وروحانی طور پر انسانیت کی تربیت کرتا ہے بلکہ دیگر ہائے نظام زندگی کے بارے میں بھی مفصل تعلیمات دیتا ہے۔

15۔ہنری لامنس

فرانسیسی مستشرق اور دائرۃ المعارف کا مقالہ نگار ہے، اس کی اسلام دشمنی مشہور ہے، فرانسیسی میں اس کی دو کتابیں ہیں، "اسلام" اور "طائف"۔[6]

اس کے علاوہ یورپی مستشرقین کی اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق حسب ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

۱۔ آرنلڈ ٹوئن بی A.Toynbee حیاۃ محمد رسول اللہ ﷺ ۲۔ الفرڈ گیوم A.Geom دین الشیعہ

۳۔ ڈونالسن D.M.Donaldson تاریخ شارل الکبیر ۴۔ ترپن Bishop Turpin الاسلام

۵۔ ہنری لامنس H.Lammens الاسلام تحد لعقیدۃ ۶۔ زویمر S.M.Zwemer دعوۃ المسنۃ

۷۔ کینٹ کراج K.Cragg الاسلام الیوم ۸۔ فلپ حتی P.Hitti الیھودیۃ فی الاسلام

۹۔ اے۔ جے۔ آربرے A.J.Arbary ترجمۃ القرآن ۱۰۔ مجید قدوری الحرب والاسلام

۱۱۔ میکڈونالڈ MecDonald الاتجات الحدیثۃ فی الاسلام

۱۲۔ ابراہیم کاش Abraham Kash عقیدۃ الاسلام

۱۳۔ اریک بتمان A.Betmon اسلام العصور الوسطی

۱۴۔ نیکولسن Nicholson مصادر تاریخ القرآن

۱۵۔ ونیسنک Wensnik الحلاج الصوفی الشھید فی الاسلام

۱۶۔ آرتھر جیفری اصول الاسلام فی البیئۃ المسیحیۃ

۱۷۔ گولڈ زیہر GoldZieher تاریخ مذاہب التفسیر الاسلامی، تاریخ العرب

۱۸۔ اے۔ آر۔ گب A.R.Gibb طریق السلام، التصوف فی الاسلام

۱۹۔ لوی ماسینون L.Massignon تطور علم الکلام والفقہ، والنظریۃ الدستوریۃ فی الاسلام

۲۰۔ آر۔ بل R.Bell، مقدمۃ القرآن، التطورات المبکرۃ فی الاسلام

۲۱۔ جی۔ ون۔ گروتیارم G.Von Granebam الاسلام، الاعیاد المحمدیۃ، الوحدۃ والتنوع فی الحضارۃ الاسلامیۃ، دراسات فی تاریخ الثقافۃ الاسلامیۃ

۲۲۔ مار گولیس D.S.Margolidh الاسلام، الجامعۃ الاسلامیۃ، قنطرۃ الی الاسلام، [7]

مستشرقین کا سب سے بڑا کارنامہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ہے، گو یہ بھی بد دیانتی سے خالی نہیں، لیکن اسلامیات کے مطالعہ کے لیے ناگزیر ہے، اس کے اہم مقالہ نگاروں کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ ابراہم کاش، الیھودیۃ فی الاسلام

۲۔ سی۔ سی۔ ایڈمز C.C.Adams الاسلام فی التجدید فی مصر

۳۔ اوردار فرمان E.Ferman تاریخ المسلمین و فتوحاتهم

۴۔ ایڈون کیلوری E.Calverry رسالہ "العالم الاسلامی" کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں، انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب میں بھی حصہ لیا، اور قاہرہ کی امریکن یونیورسٹی میں استاد رہے۔

۵۔ اریک شرور انہوں نے "امت محمد" کے نام سے ۱۹۵۵ء میں کتاب لکھی تھی۔

۶۔ ایلڈر The Muslim World Elder کے ایڈیٹر ہیں۔

۷۔ آر۔ بل R.Bell موصوف نے کچھ کتابیں بھی تصنیف کی ہیں، جن میں اصول الاسلام فی البیئۃ المسیحیۃ مطبوعہ ۱۹۳۷ء اور مقدمۃ القرآن مطبوعہ ۱۹۵۴ء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[8]

اس کے علاوہ چند یورپی مشترقین کے کتب ذیل میں ہیں۔ آر۔ روبرٹ R.Robert ان کی دو کتابیں زیادہ مشہور ہوئیں۔

۱۔ القوانین الاجتماعیۃ فی القرآن ۲۔ القرآن التوراۃ فی القوانین الاجتماعیۃ، مطبوعہ ۱۹۲۵ء

۲۔ ایم۔ اسٹریک M.Streck ان کی کتاب تاریخ الحروف الصیلبیہ ۱۹۵۴ء میں شائع ہوئی۔

۳۔ کارل بروکلمان Corl Brockelman

کارل بروکلمان اصلاً جرمن ہیں، جرمن زبان میں عربی ادب کی تاریخ لکھی ہے، تاریخ الشعوب الاسلامیہ بھی انہی کی کتاب ہے، روس کی مجلس علمی کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔ علمی طور پر ان کا کام سیرت و تاریخ پر تحقیقی لحاظ سے بہتر ہے لیکن اس میں اسلام کے بارے میں یورپی تصنیف کی جھلک نظر آتی ہے۔

۴۔ Bernard Lewis ان کی مشہور کتاب العرب فی التاریخ ہے، سن اشاعت ۱۹۵۰ء،

۵۔ ہارٹمان Hartmann ان کی کتاب الاسلام والقومیۃ شائع ہوئی ہے۔

۶۔ ایچ۔ ریڈ H. Reed موصوف ٹرکی میں عیسائی مشنری کا کام انجام دے کر بعد میں امریکن یونیورسٹی میں استاد مقرر ہوئے، اور کئی کتابیں لکھیں۔

۷۔ ام۔ واٹ M Watt ان کی کتاب "الجبر والاختیار فی الاسلام" شہرت عام حاصل کر چکی ہے۔[9]

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے علاوہ مستشرقین نے اختصار کے ساتھ درج ذیل کتابیں بھی لکھیں

۱۔ موجز دائرۃ المعارف الاسلامیہ Short Encyclopedia of Islam

۲۔ دائرۃ المعارف من قسم الدین Encyclopedia of Religion & Ethics

۳۔ دائرۃ المعارف العلوم الاجتماعیۃ Encyclopedia of Social Science

۴۔ دراسۃ التاریخ Study in History

لہٰذا ان سب کتب کو اسلامیات کے مطالعہ کے لئے ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔[10]

اسلام اور شارع اسلام علیہ السلام و تاریخِ اسلام پر مستشرقین کے اعتراضات کے جواب میں مولانا شبلیؒ نے جو مستقل مضامین لکھے ہیں اور اپنی بعض تصانیف میں جو کچھ لکھا ہے، وہ اس میں جمع کر دیا گیا ہے۔

اگر ہم یورپی مشترقین کی تصانیف کا جائزہ لیں تو ان کی زیادہ تر کتاب آنحضرت ﷺ کے حالات میں یا اسلام کے اصول عقائد پر لکھی گئیں اور جن میں سے اکثر ہمارے دفتر تصنیف میں موجود ہیں یا ہم اس سے مستفید ہو چکے ہیں۔ ذیل میں چند کتب کا تعارف پیش ہے

۱۔ ڈاکٹر وائٹ واعظ اوکسفورڈ جو انگلستان کا رہنے والا تھا انھوں نے اوائل ۱۸۰۰ء میں "بیمفٹن سر منز اسلام اور پیغمبر اسلام" کے عنوان سے کتابیں لکھیں۔

۲۔ ڈاکٹر جی۔ بی انگلستان کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۱۵ء میں "سیرت محمد خادع نعوذ باللہ" کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۳۔ گاڈفری ہگنس ایم آر، اے، ایس انگلستان کا رہنے والا تھا، انھوں نے ۱۸۲۹ء میں "اپالوجی" کے عنوان سے کتاب تحریر کی۔

۴۔ ڈاکٹر جے اے، مولر جو جرمنی کا رہنے والا تھا، انھوں نے ۱۸۳۰ء میں "اسلام ازم کے عنوان" سے کتاب تحریر کی۔

۵۔ گارسن ڈی ٹاسی فرانسیسی نے ۱۸۳۱ء اور ۱۸۷۴ء کے درمیانی عرصے میں "اسلام و قرآن" کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۶۔ اڈورڈ ڈین جو انگلستان کا رہنے والا تھا اس نے ۱۸۴۳ء میں انتخابات القرآن کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۷۔ ڈاکٹر ویل جرمن نے ۱۸۴۵ء میں ترجمہ و تحشیہ ابن ہشام و کتاب محمد ﷺ پیغمبر کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۸۔ کارلائل جو انگلستان کا رہنے والا تھا اس نے ۱۸۴۶ء میں ہیروز اینڈ ہیرو دور شپ کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۹۔ کوسن ڈی برسیوال جو فرانس کا رہنے والا تھا اس نے ۱۸۴۷ء میں تاریخ عرب کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۰۔ واشنگٹن اروِنگ جو انگلستان کا رہنے والا تھا اس نے ۱۸۴۹ء میں سیرت محمد ﷺ کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۱۔ ڈاکٹر اسپرنگر جو جرمنی کا رہنے والا تھا اس نے ۱۸۵۱ء میں سیرت محمد ﷺ کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۲۔ وان کریمر جو جرمنی کا رہنے والا تھا اس نے ۱۸۵۶ء میں ترجمہ و تحشیہ واقدی کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۳۔ ڈوزی جو ہالینڈ کا رہنے والا تھا اس نے ۱۸۶۱ء میں تاریخ اسلام کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۴۔ ڈی لین جو انگلستان کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۶۱ء میں سیرت محمد ﷺ کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۵۔ ولیم میور جو انگلستان کا رہنے والا تھا اس نے ۱۸۶۱ء سیرت محمد ﷺ کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۶۔ برتھالمی سینٹ ہلیر جو فرانس کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۶۵ء میں محمد ﷺ و قرآن کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۷۔ نولدیکے جو جرمنی کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۶۹ء میں مضامین قرآن و اسلام کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۸۔ جولیس چارلس جو فرانس کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۷۴ء میں تاریخ بانیِ اسلام کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۱۹۔ باسورتھ اسمتھ انگلستان کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۷۵ء میں محمد ﷺ اور اسلام کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۰۔ سیدیو جو فرانس کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۷۷ء میں تاریخ عرب کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۱۔ ولہوسن جو جرمنی کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۸۲ء میں تبصرہ برواقدی کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۲۔ اہل کراہل جو جرمنی کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۸۴۶ء میں سیرت محمد ﷺ کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۳۔ گولڈزیہر جو جرمنی کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۹۰ء میں مطالعہ اسلام کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۴۔ رینان جو فرانس کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۹۲ء میں تاریخ مذاہب کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۵۔ ایچ گریم جو ہالینڈ کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۹۴ء میں سیرت محمد ﷺ کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۶۔ ہنری دی کاستری جو فرانس کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۸۹۶ء میں اسلام پر خیالات کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۷۔ ایف بوہل جو ہالینڈ کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۹۰۳ء میں سیرت محمد ﷺ کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۸۔ والسٹن انگلیڈ کا رہائشی تھا۔ جس نے ۱۹۰۵ء میں "آدھ گھنٹہ محمد ﷺ کے ساتھ" کے عنوان سے کتاب لکھی۔

۲۹۔ میجر لیونارڈ جو انگلینڈ کا رہنے والا تھا، اس نے ۱۹۰۹ء میں اسلام کا روحانی و اخلاقی پایہ کے عنوان سے کتاب لکھی [11]

یورپی مصنفین کی تصانیف کا جائزہ

اگر ہم مجموعی طور پر یورپی مصنفین کا جائزہ لیں تو ان کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱۔ جو عربی زبان اور اصلی ماخذوں سے واقف نہیں، ان لوگوں کا سرمایہ معلومات اوروں کی تصنیفات اور تراجم ہیں۔ ان کا کام صرف یہ ہے کہ اس مشتبہ اور ناکامل مواد کو قیاس اور میلانِ طبع کے قالب میں ڈھال کر دکھاتے، تعجب ہوتا ہے کہ ان میں بعض مثلاً گبن صاحب ایسے صاحب الرائے اور انصاف پرست ہیں کہ راکھ کے ڈھیر سے بھی سونے کے ذرے نکال سکتے ہیں۔ لیکن قلیل ماٌ ھُمْ:

۲۔ عربی زبان اور علم ادب و تاریخ و فلسفہ اسلام کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ لیکن مذہبی لٹریچر اور سیرت کے فن سے ناآشنا ہیں۔ان لوگوں نے سیرت یا مذہب اسلام پر کوئی مستقل تصنیف نہیں لکھی، لیکن ضمنی موقعوں پر عربی دانی کے زعم میں اسلام یا شاعِ اسلام کے متعلق نہایت دلیری سے جو کچھ چاہتے ہیں لکھ جاتے ہیں۔

مثلاً جرمن کا مشہور فاضل سافو جس نے طبقات بن سعد شائع کی ہے اس کی وسعت معلومات اور عربی دانی سے کون انکار کر سکتا ہے، بیرونی کی کتاب الہند کا دیباچہ اس نے جس تحقیق سے لکھا ہے رشک کے قابل ہے۔ لیکن اسی دیباچہ میں اسلامی امور کے متعلق ایسی باتیں لکھ جاتا ہے جس کو پڑھ کر بھول جانا پڑتا ہے کہ یہ وہی محترم شخص ہے جس کو ابھی ہم نے لکھا تھا، نولدیکی جرمنی نے قرآن مجید کا خاص مطالعہ کیا ہے لیکن انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۶ میں قرآن پر اس کا جو آرٹیکل ہے جابجا نہ صرف اس کے تعصب بلکہ اس کی جہالت کے راز پنہاں کی بھی پردہ دری کرتا ہے۔

۳۔ وہ مستشرقین جنہوں نے خاص اسلامی اور مذہبی لٹریچر کا کافی مطالعہ کیا ہے مثلاً پامر صاحب یا مار گولس صاحب ان سے ہم بہت کچھ امید کر سکتے تھے، لیکن باوجود عربی دانی کثرتِ مطالعہ، تفحص کتب کے ان کا یہ حال ہے کہ "دیکھتا سب کچھ ہوں سوجھتا کچھ بھی نہیں"۔

مار گولیس نے مسند امام حنبل کی چھ جلدوں کا ایک ایک حرف پڑھا ہے اور ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں کسی مسلمان کو بھی اس وصف میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ لیکن پروفیسر موصوف نے آنحضرت ﷺ کی سوانح عمری پر جو کتاب لکھی ہے دنیا کی تاریخ اس سے زیادہ کوئی کتاب کذب و افترا اور تاویل و تعصب کی مثال کے لیے پیش نہیں کر سکتی۔ اس کا اگر کوئی کمال ہے تو یہ ہے کہ سادہ سے سادہ اور معمولی سے معمولی واقعہ کو جس میں برائی کا کوئی پہلو پیدا نہیں ہو سکتا، صرف اپنی طباعی کے زور سے بد منظر بنا دیتا ہے۔[12]

یورپین مصنفوں کی غلط کاریوں کی بڑی وجہ تو یہی ان کا مذہبی اور سیاسی تعصب ہے۔ لیکن بعض وجوہ اور بھی ہیں جن کی بناء پر ہم اُن کو معذور رکھ سکتے ہیں۔

ا۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کا تمام تر سرمایہ استناد صرف سیرت و تاریخ کی کتابیں ہیں۔ مثلاً مغازی، واقدی، سیرت ابن ہشام، سیرت محمد بن اسحاق، تاریخ طبری وغیرہ، اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی غیر مسلم شخص اگر آنحضرت ﷺ کی سوانح عمری مرتب کرنا چاہے گا تو عام قیاسی یہی رہبری کرے گا کہ اس کو تصنیفات سیرت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ سیرت کی تصنیفات میں سے ایک بھی نہیں جو استناد کے لحاظ سے بلند رتبہ ہو، چنانچہ اس کی بحث گزر چکی۔

مصنفین سیرت سے قطع نظر، سیرت کی روایتیں زیادہ تر جن بزرگوں سے مروی ہیں مثلاً سیف، سری، ابن سلمہ، ابن عموماً ضعیف الروایۃ ہیں۔ اس لئے عام اور معمولی واقعات میں ان کی سعادت کافی ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ واقعات جن پر مہتمم بالشان مسائل کی بنیاد قائم ہے ان کے لئے یہ سروپیکار ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سوانح عمری کے یقینی واقعات وہ ہیں جو حدیث کی کتابوں میں بہ روایات صحیح منقول ہیں۔ یورپین مصنفین اس سرمایہ سے بالکل بے خبر ہیں اور ایک آدھ کوئی ہے مثلاً ماگولیوس تو اولاًوہ اس فن کا ماہر نہیں اور ہو بھی تو تعصب کی ایک چنگاری کافی خرمن معلومات کو جلانے کے لیے کافی ہے۔

2۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ یورپ کے اصول تنقیحِ شہادت اور ہمارے اصول تنقیح میں سخت اختلاف ہے۔ یورپ اس بات کو بالکل نہیں دیکھتا کہ راوی صادق ہے یا کاذب اس کے اخلاق وعادت کیا ہیں حافظہ کیسا ہے اس کے نزدیک یہ تحقیق و تدقیق نہ ممکن ہے نہ ضروری۔ وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ راوی کا بیان، بجائے خود قرآن اور واقعات کے تناسب سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر ایک جھوٹے سے جھوٹا راوی ایک واقعہ بیان کرتا ہے جو قرآن موجود اور گردوپیش کے واقعات کے لحاظ سے صحیح معلوم ہوتا ہے بیان بالکل مسلسل ہے اور کہیں سے نہیں کھٹرتا، تو یورپ کے مذاق واقعہ کی صحت تسلیم کرلی جائے گی۔

بخلاف اس کے مسلمان مؤرّخ اور خصوصاً محدثین کی پرواہ نہیں کرتے کہ خود روایت کی کیا حالت ہے۔ بلکہ سب سے پہلے وہ دیکھتے ہیں کہ "اسمائے رجال" کے دفتر تحقیقات میں اس شخص کا نام ثقہ لوگوں کی فہرست میں درج ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو ان کے نزدیک اس کا بیان بالکل ناقابل اعتناء ہے۔ بخلاف اس کے اگر ثقہ راوی نے کوئی واقعہ بیان کیا، تو گر قرائن اور قیاسات کے خلاف ہو اور گو بظاہر عقل کے مطابق بھی نہ ہو لیکن اس کی روایت قبول کرلی جائے گی۔ اس اختلاف اصول نے یورپین تصنیفات پر بہت بڑا اثر پیدا کیا ہے۔ مثلاً اہل یورپ واقدی کے بیان پر سب سے زیادہ اعتماد کرتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ واقدی کا بیان نہایت مسلسل اور مربوط ہوتا ہے۔ جزئیات کی تمام کڑیاں باہم ملتی چلی جاتی ہیں۔ واقعات میں کہیں خلا نہیں ہوتا، جو چیزیں کسی واقعہ کو دلچسپ بنا سکتی ہیں موجود ہوتی ہیں۔ [13]

لیکن سچ یہ ہے کہ یہی باتیں اصل راز کی پردہ دری کرتی ہیں جو روایتیں ۱۰۰ برس سے زیادہ تک محض زبانوں پر ہیں۔ ان میں اس قدر استقضائے جزئیات ممکن نہیں۔ یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح تاریخی افسانے لکھے جاتے ہیں۔ چند واقعات کا ذخیرہ سامنے رکھ کر قیاس و قرائن اور معلومات عامہ کے ذریعہ سے ایک سادہ خاکہ کو نقش و نگار سے کامل کر دیا جائے۔ لیکن یہ جرأت صرف واقدی کر سکتا ہے۔ محدثین اس سے معذور ہیں۔ تاہم اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر

موقع پر محض راوی کا ثقہ ہونا کافی نہیں۔ ثقافت بھی غلطی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ روایت کے جو اصول محدثین نے قائم کیے ہیں اور جن کو بعض جگہ وہ خود بھول جاتے ہیں ان کی نہایت سختی کے ساتھ پابندی کی جائے۔

خلاصہ

عہد جدید کے مشاہیر مستشرقین کا مندرجہ بالا تعارف اگرچہ مختصر ہے لیکن تحریکِ استشراق کے کیف وکم کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے اور بطور خلاصہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تحریکِ استشراق اپنے آغاز اور عروج وارتقاء کی مختلف منزلیں طے کرنے کے بعد آج کے عہد میں انتشار سے دوچار ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض مصنفین اپنی اصلی تحریک کو اب بھی سینہ سے لگائے ہوئے ہیں۔ لیکن رویہ اور سلوک کی وہ یکسانیت بہرحال نظر نہیں آتی جو پہلے ان کا خاصہ تھی۔ مستشرقین کی نوجوان نسل زمانہ کے حالات ووسائل کے پیش نظر ذہین وفکر کی نئی تبدیلیوں سے دوچار ہورہی ہے۔ ادھر اسلامی دنیا میں سوچ کی نئی لہر پیدا ہورہی ہیں۔ اور بعض جدید مفکرین ومصنفین مشرق کی تحریروں نے خود مغربی دنیا میں مد وجزر پیدا کر دیا ہے۔ پھر یہ بات صاف ہے کہ اب طاقت وقوت کے سارے اوزان وپیمانے بدل گئے ہیں۔ استعمار اور استحصال کی لغات بدل گئی ہیں۔ علمی وذہنی مرعوبیت پہلے جیسی نہیں رہی اور اب مشرق بھی آنکھیں کھول کر فلک وفضا اور زمین دیکھ رہا ہے۔

مستشرقین نے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے جو معاندانہ اور تعصب پر مبنی رویہ اختیار کیا ہے اس کا مقصد تو نبی کریم ﷺ کی ذات پر کیچڑ اچھال کر مسلمانوں اور عوام الناس کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام سے برگشتہ کرنا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ باوجود ان تمام کوششوں کے وہ نبی کریم ﷺ کے بلند مقام کو کم نہ کر سکے، آفتاب رسالت ہمیشہ کی طرح پوری آب وتاب سے نصف النہار پر ضوفشاں رہے گا۔

نتائج تحقیق

ا۔ مستشرقین کے تعارف سے یہ بات واضح ہے کہ تحریک استشراق اب ایک نئے انداز سے علمی تحقیقی کام کر رہی ہے، ان کی یہ تحقیق جو تعصب اور غلط فہمیوں پر مشتمل تھی وہ اب اس کو نئے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں مسلم مفکرین اور سیرت نگاران کی اس کوشش کا بھرپور علمی وتحقیقی انداز میں جواب دے رہے ہیں۔

۲۔ ان مستشرقین کی اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو تحقیق اور تحریر منظر پر آتی ہے ان کو اصول تحقیق کے معیار پر پرکھا جائے تو ان میں سے اکثریت تحقیق کے اصولوں پر پورا نہیں اترتی۔

۳۔ مستشرقین کی یہ تحقیقات جو تاریخی واقعات کی بنیاد پر پیش کی جاتی ہیں وہ دراصل تاریخ نویسی کے جدید اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ بلکہ انھوں نے اپنی من پسند کے تاریخی واقعات کو حاصل کیا اور ان واقعات کو تاریخ نویسی کے اصول وذرائع سے صحیح طور پر جانچا جائے تو وہ تاریخی حقیقتیں ہی نہیں بلکہ کچھ لوگوں کی خود ساختہ آراء ہیں۔

۴۔ آج کا دور جو علم وفن اور تحقیقات کے اعلیٰ معیار پر ہر علمی و تاریخی حقیقت کو جانچ سکتا ہے اور اس کے بارے میں حقیقت اور سچ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ اس دور میں یورپی مستشرقین کی ایسی تحریر کو ہرگز درست اور صحیح جاننا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اس لیے اب ہمیں یورپی مستشرقین کی تحریروں کو جدید علمی و تحقیقی معیار پر جانچے بغیر اس پر کوئی رائے قائم نہیں کرنی چاہیے۔

۵۔ دین اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک بارے میں جو صحیح اور مستند معاد آج میسر ہے شاید پہلے ایسا نہ تھا اس لیے دین اسلام کی حقانیت پر رسول اللہ ﷺ کی عظمت و توقیر میں ایسی تحریروں و تحقیقات سے کوئی کمی نہیں آتی۔

حواشی

[1] عبد الرحمن، مولانا، بحوالہ، اسلام اور مستشرقین، مرتبہ اصلاحی، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (ہند)، ج ۴، ص ۲۶۹،۸۶۲

[2] مار گولیو تھ، دی محمد ﷺ، دیباچہ، انگلینڈ، ۱۹۰۵ء، ص ۱۱

[3] عمر فرخ، ڈاکٹر، مصطفی خالدی، التبشیر والاستعمار، عربی، مطبوعہ، بیروت، ص ۲۷

[4] محمد البہی، ڈاکٹر، المشبرون والمستشرقین فی موقفہم عن الاسلام، عربی، الازہر، طبع جدید، ص ۱۷۸

[5] فیلپ حتی، دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مقالہ، الادب العربی، مطبوعہ ۱۹۴۸ء، ص ۲۲۹

[6] سلمان ندوی، مولانا، مشہور مستشرقین اور ان کی تصنیفات۔ جائزہ اور تعارف، بحوالہ اسلام اور مستشرقین، عارف، محمد، ڈاکٹر، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یو۔ پی، (الہند)، طبع ۲۰۰۶ء، ص ۲۳۸، ۲۳۷

[7] اسلمان ندوی، مولانا، مشہور مستشرقین اور ان کی تصنیفات۔ جائزہ اور تعارف، ص ۲۳۹

[8] سباعی، مصطفیٰ، ڈاکٹر، الاستشراق والمستشرقون مالھم وما علیھم"، المکتبہ الاسلامی، بیروت ۱۹۸۵ء، ص ۶۹

[9] . Siddiqi, Mazheruddin, The Holy Prophet and the Orientalists, Islamic studies (Islamabad). 19:3

[10] . Siddiqi, Mazheruddin, The Holy Prophet and the Orientalists, Islamic studies (Islamabad). 19:3

[11] اسلام اور مستشرقین"، ج ۴، ص ۲۷۱ تا ۲۷۲

[12] اسلام اور مستشرقین"، ج ۴، ص ۲۷۱ تا ۲۷۵

[13] شبلی نعمانی، سیرۃ لنبی ﷺ"، ج ۱، ص ۶۵